تبرکات و نوادر

از جان نثار کوچۂ اطہر نبویؐ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
بانیٔ دارالعلوم دیوبند

کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار

قصیدہ اور صاحبِ قصیدہ کی شان میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کی عبارات پیش کی جاتی ہیں :

یہ اشعار کسی اَل فَل مارنے والے اطراء مادح کرنے والے فی کل وادٍ یھیمون کے مصداق مبالغ اور مفرط خیالی شاعر کے نہیں ہیں، بلکہ ایک عارف سیدہ محقق، مجسمہ معرفت وحقیقت، امام اہل صدق و وفا غواص بحر طریقت، امام اہل کشف وشہود، عارف بے بدل اور فاضل بے مثل کے ہیں، جو کہ حقیقت اور واقعیت کے سوا کسی غلط مجاز اور مبالغہ کا روادار نہیں ہے۔ (نقش حیات صـ ۱۰۵)

حجۃ الاسلامؒ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں وہ بلند پایہ مضامین ارشاد فرماتے ہیں جن کے حریم معلّیٰ تک جلیل القدر علمائے امت کا طائر فکر پرواز نہیں کر سکا تھا۔ (صـ ۱۰۴)

یہ جملہ حضرات (اکابرین دیوبند) جس قدر ادب وتعظیم واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں۔ جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (مدینۂ طیبہ کے قریب) چند منزل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے، حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا۔ اور خالی رہا۔ پیر میں زخم پڑ گئے تھے۔ کانٹے لگتے تھے۔ پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر حال دگرگوں پاؤں کا کر دیا تھا، تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے، نہ پہنا۔ اگر کوئی چڑھ کے آیا تو کسی دوسرے کو دیدیا۔ ان کے احوال اگر اتباع سنت اور افعال غلبۂ محبت نبوی کے ذکر کئے جاویں تو دفتر بھی کافی نہ ہو۔ ان اشعار سے عاقل اندازہ کر سکتا ہے، کہ کس قدر محبت واخلاص وعقیدت بات بات سے ٹپکتی ہے گویا کہ محبت خاتم المرسلین علیہ السلام میں چور چور ہیں۔ اس قدر منہمک ہیں کہ ماسوا کی خبر نہیں رگ وپے میں ان کا اخلاص سرایت کئے ہوئے ہے۔ (الشہاب الثاقب صـ ۵۵، ۵۶)

فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت سچا اور پاکیزہ واقع ہوا ہے۔ کہ جس کو دیکھتے ہوئے حرز جان کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ (صـ ۵۳)

حضرت سرور کائنات علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ

"آبحیات" حضرت نانوتویؒ کا تیز رسالہ قبلہ نما و اجوبۂ اربعین و تحذیر الناس وغیرہ دیکھئے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر خلوص و عقیدت و محبت ذات پاک مصطفویؐ سے ان حضرات کو ہے۔ اور کیسے اعلیٰ درجہ کی عظمت و فخامت ان کے قلوب میں بھری ہوئی ہے۔ قصیدہ بہاریہ میں جو کہ نعت حضرت سرور کائنات علیہ السلام میں حضرت مولانا نانوتوی نے تحریر فرمایا ہے اور قصائد قاسمی میں شائع ہو چکا ہے، کس تعظیم اور خلوص کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۵۱ از شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ) — ذیل میں اس قصیدہ کے چیدہ چیدہ اشعار پیش ہیں: (ادارہ)

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

اڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

مگر نسیمِ مدینہ ہی گرد باد بنا
کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار

غرض نہیں مجھے اس سے بھی رہے لیکن
خدا کی اور تیری الفت سے میرا سینہ فگار

لگے وہ تیرِ غمِ عشق کا میرے دل میں
ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہو نہ شمار

لگے وہ آتشِ عشق اپنی جان میں جس کی
جلا دے چرخِ ستمگر کو ایک ہی چھونکار

صدا لئے طورِ قیامت ہو اپنا اک نالہ
بجائے برق ہو اپنی ہی آہ آتش بار

چبھے کچھ ایسی میرے نوکِ خارِ غم دل میں
کہ چھوٹے آنکھوں کے رستہ سے اک لہو کی فوار

یہ ناتواں ہوں غمِ عشق سے کہ جائے نکل
ذرا بھی جان کو اوپر کا سانس دے جو سہار

تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف اتنا
کہ آنکھیں چشمۂ آبی درونِ غبار

یہ لاغری ہو کہ جانِ ضعیف کو دمِ نقل
نہ ہووے ساتھ اٹھانا بدن کا کچھ دشوار

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبی
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

بجز خدا کے بھلا تجھ کو کوئی کیا جانے
تو شمسِ نور ہے شپرہ نمط اولوالابصار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود
بجا ہے تم کو اگر کہئے مبدأ الآثار

بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال — بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے — کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبیٔ اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا — اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار
سما سکے تیری خلوت میں کب نبی و ملک — خدا غیور تو اس کا حبیب اور اغیار
کہاں بلندی طور اور کہاں تیری معراج — کہیں ہوئے ہیں زمین اور آسمان ہموار
گرفت ہو تو تیرے ایک بندہ ہونے ہیں — جو ہو سکے تو خدائی کا اک تیز سے انکار
خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میری — تو جس قدر ہے بھلا میں برا اسی مقدار
نہ پہنچے گنتی میں ہرگز تیرے کمالوں کی — میرے بھی عیب ہیں شہ دوسرا اشہ ابرار
یہ سن کے آپ شفیع گنہگاراں ہیں — کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہوں کے انبار
کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو — تو قاسمی بھی طریقہ ہو صوفیوں میں شمار
گناہ کیا ہیں لگر کچھ گناہ کئے میں نے — تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

معاصر فاران کراچی کا تبصرہ

ماہنامہ الحق کی دوسری جلد کا پانچواں شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ جس میں دینی اور علمی مضامین کا بڑا تنوع پایا جاتا ہے! "نقشِ آغاز" سے لیکر "مکتوبِ بغداد" تک تمام مضامین دین وشریعت اور اخلاق وپاکیزگی کی ترجمانی اور عکاسی کرتے ہیں۔ (ایک مضمون کے بعض حصوں پر تنقید کرنے کے بعد) ماہنامہ الحق کوئی شک نہیں دین وشریعت کی قابلِ قدر خدمت انجام دے رہا ہے اور متجددین اور مغرب زدوں کے افکارِ باطل کی تردید اسکی خصوصیت رہی ہے، خاص طور سے حضرت مولانا عبد الحق بانی ومہتمم دار العلوم حقانیہ کے مضامین پڑھنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اس مادیت زدہ دور میں جہاں سے بھی حق کی آواز بلند ہو رہی ہے وہ تائید وتعاون کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ دینی جرائد ورسائل کی عمر دراز فرمائے اور اسکی بھی توفیق کہ اسلام پسند اہلِ قلم اور اربابِ فکر اپنے فروعی اختلافات کے باوجود ایک محاذ پر جمع ہو جائیں۔ (فاران مارچ ۱۹۶۷ء)